ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2025.Page# 4143-4153
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Role of Parents in the Education and Upbringing of Children in Islam (A Research Perspective)

اسلام میں بچوں کی تعلیم وتربیت میں والدین کا کردار(ایک تحقیقی جائزہ)

Saba Ahmad
M.Phil scholer, Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Associate Professor Dr. Naseem Akhter
Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Corresponding Author Email: khtr_nsm@yahoo.com

Abstract

In the Quran and Sunnah, parents hold a central and honored position in the education and upbringing of children. Their responsibility is sacred, Nobel and highly demanding. Education and training children, teaching them the difference between right and wrong, is a Challenging task; however, well-educated children become a Source of goodness and blessing not only for their families but also for the entire nation and society۔ From an Islamic perspective, When parents educate their children with love, wisdom, and practical example, righteous Children bring peace in this world and become a source of ongoing charity (sadqah jariyah) in the hereafter. A child's personality is deeply-influenced by the respectful, moral, and economic upbringing. Provided by the father. Regardless of religion, all parents consider the education and upbringing of their children to be a fundamental responsibility. The responsibility of teaching faith, beliefs, and righteous conduct lies primarily with the parents. First and foremost, children should be taught the principal of monotheism, as beliefs must be firmly established from an early age.

Moreover, if bad habits are developed in childhood, reforming them latter become extremely difficult. The personality and behaviors of parents serve as a practical guide for children. Children are first shaped by the training of their parents, who are their earliest educators. The father serves as a guardian, protector and guide. Children naturally adopt the styles, expressions, movements and behavior of their parents. The role of the father serves as a clear and practical example for children. Together, both parents play a vital role in shaping the complete personality of the child. Parents must themselves display good Character. They should maintain balanced and moderate home environment. They should teach children to speak gently and encourage them to read religious books

Key Words:
Islamic Parenting, Moral Training, Parental Responsibility, Character Building, Religious Education, Islamic Upbringing. .

تعلیم تربیت کے معنی سکھانا بتانا پرورش ہے۔(1)

اولاد اللہ تعالٰی کی بیش بہا نعمت اور والدین کے لیئے مستقبل کا قیمتی اثاثہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے وجود کو دنیاوی زندگی میں زینت اور رونق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

شریعت مطہرہ کی روسے والدین پر اولاد کے سلسلہ میں جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں سب سے اہم اور مقدم حق اُن کی دینی تعلیم تربیت ہی ہے۔اسلام عصری تعلیم کا ہرگز مخالف نہیں ہے لیکن دین کی بنیادی تعلیم کا حصول اور اسلام کے ارکان کا جاننا تو ہر مسلمان پر فرض ہے اور اسی پر ہی فلاح وکامیابی کا دارومدار ہے۔

بحوالہ تعلیم اولاد، والدین کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1- وہ والدین جو اپنی اولاد کو صرف عصری علوم کے حوالے کر دیتے ہیں ان کی دینی تعلم و تربیت کی طرف یا تو بالکل توجہ نہیں کرتے۔ یا معمولی سی توجہ کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ ان دل و دماغ میں اعمال صالح کی بنیاد رکھیں تا کہ وہ فتنوں کے اس دور میں تباہی کا راستہ اختیار نہ کریں ۔

2- وہ والدین جو دینی تعلیم دینے کے لیے اولاد کو وقف کر دیتے ہیں انھیں عصری تعلیم سے ناواقف رکھتے ہیں اس وجہ سے وہ بدلتے حالات سے واقف نہیں ہوتے۔ اور وہ دوسروں کے محتاج ہو جاتے ہیں۔

3- وہ والدین جو اپنی اولاد کو عصری اور دینی علوم سے وافر مقدار میں حصہ عطا کرتے ہیں اور اسلامی تربیت کے زریعے ان کو اچھی طرح آراستہ کرتے ہیں ان کو اپنے نظام کو فروغ دینے کے لیے دوسرے سرپرستوں تک متعدی کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

4- وہ والدین جو معاشی حالات کی وجہ سے اولاد کے مستقبل کا سودا کرتے ہیں انھیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ ان کا یہ عمل کسی کا قتل کم نہیں اس لیے بنیادی تعلیم جو عصری و دینی ہے ان پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ تا کہ دین دونیا میں مفید و کار آمد ثابت ہو سکیں۔

بچوں کی اہمیت:

اولاد اللہ کی عظیم نعمت میں شمار ہوتی ہے بیٹا چونکہ نعمت اور بیٹی رحمت کے طور پر والدین کے لیے اس دنیا میں آتے ہیں بچے میوے کی مانند ہیں آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون ہے اولاد ہی بڑھاپے کا سہارا ہے قران کریم نے بچوں کی قسم کھائی ہے ۔

وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ

"اور باپ کی قسم اور اسکی اولاد کی" (2)

ان کی پیدائش کو خوشی کی خبر قرار دیا۔

فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيۡمٍ

"پس ہم نے انہیں بڑے بُردبار بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی" (3)

بچیوں کی پیدائش پر غمزدگی کی مذمت کی۔

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُہُمۡ بِالۡاُنۡثٰی ظَلَّ وَجۡہُہٗ مُسۡوَدًّا وَّ ہُوَ کَظِیۡمٌ

"اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھر جاتا ہے" (4)

یَتَوَارٰی مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِہٖ ؕ اَیُمۡسِکُہٗ عَلٰی ہُوۡنٍ اَمۡ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ

"اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھر تا ہے۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا؟ خبر دار! یہ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں"۔(5)

نبی کریم ﷺ بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے اور ان سے بے انتہا پیار کرتے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہ سے پیار کر رہے تھے اقرع بن حابس تمیمی بھی محفل میں موجود تھے انہوں نے کہا؛ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی کسی کو اس طرح پیار نہیں کیا۔ (6)

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

"جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا " (7)

جو اولاد سے رحم کا معاملہ نہیں کرتا ہے وہ خود بھی کسی رحم کا مستحق نہیں ہے۔ جہاں بچوں کی تعلیم و تربیت کا حکم دیا گیا وہاں والدین کو اولاد کی زندگی کا محافظ بھی قرار دیا گیا بچوں یعنی اولاد کی زندگی کے محافظ والدین ہیں" یہی وجہ ہے متعدد باب ایسے ہیں جنہوں نے اپنی بیٹیاں اپنے نکاح میں لے لیں اور اگر باپ مرجاتا تو ماں بڑے بیٹے کی ملکیت سمجھی جاتی تھی اپنی اولادوں کو متعدد وجوہات کی بنیاد پر قتل کیا جس میں مذہبی قربانی کے لیے جادو ٹونہ کے لیے عورت ہونے کے سبب رزق کے سبب وغیرہ حتی کہ حکومت وقت نے بھی قتل کرائے جیسے فرعون نے بھی بنی اسرائیل کی بچیوں کو زندہ رکھا بچوں کو قتل کرایا۔ "(8)

جہالت کے دور میں بچوں کو زندہ رکھا جاتا، بچیوں کو قتل کر دیا جاتا قران کریم نے معاشرے کی دیگر رزائل کے ساتھ اولاد سے بھی ان الفاظ میں منع فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ خَشۡیَۃَ اِمۡلَاقٍ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُہُمۡ وَ اِیَّاکُمۡ ؕ اِنَّ قَتۡلَہُمۡ کَانَ خِطۡاً کَبِیۡرًا

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم ہی انہیں (بھی) رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی، یقیناً ان کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے" (9)

بچوں کی ذمہ داری سے غفلت برتنا گناہ کبیرہ ہے جو والدین اولاد کے اخراجات یا ان کی کفالت کو صحیح طریقے سے یعنی احسن طریقے سے سرانجام نہیں دیتے تو یہ ان گناہ کی پہلی سیڑھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ .

"آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیئے کافی ہے کہ وہ انہیں ضائع کردے جن کی کفالت انکے ذمہ ہے"(10)

یہ بھی ضائع کرنے کے میں شمار ہوتا ہے کہ اولاد کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے اور ان کو صحیح راستہ اختیار کرنے کا طریقہ نہ سمجھایا جائے اولاد بھٹکتی پھرے ان کے عقائد و اخلاق برباد ہو جائیں اسلام میں کسی چیز کا علم نہ رکھنا کوئی گناہ یا عذر نہیں لیکن اس کے برعکس اولاد کی تربیت کے سلسلے میں جن امور کا جاننا ضروری ہے جن طریقے کار کو سمجھنا ضروری ہے اس میں کوتاہی کرنا یا اس کوتاہی کو نظر انداز کرنا قیامت کے جزا و سزا سے نہیں بچا سکتا بچے کی مثال ایک پھل دار درخت جیسی ہے اس لیے ایک اچھا پودا ہی مستقبل کا مضبوط اور تناور درخت بن سکتا ہے بچوں کی تربیت میں ان کی حوصلہ افزائی اور ان کی اہمیت ایک اہم مستحکم جز ہے کیونکہ بچہ گیلی اور نرم مٹی کی مانند ہے جس طرح گیلی اور نرم مٹی کو مختلف اشکال دی جا سکتی ہیں اسی طرح اولاد کی کامیابی پر حوصلہ افزائی سے ان کی شکل بھی اس طرح ہوتی جاتی ہے ان کی تعریف میں کسی قسم کی دریغ نہیں کرنا چاہیے اور ان کی غلطی پر ان کو حکیمانہ انداز سے سمجھانا چاہیے کیونکہ اولاد سے خطا ہونا کوئی انوکھی اور اچنبے کی بات نہیں ہے غلطی تو بڑوں سے بھی ہوتی ہے کیونکہ انسان غلطیوں کا پتلا ہے ہر بندہ غلطی سے سیکھتا ہے اس لیے اپنی اولاد کو اپنے بچے اور بچیوں کو جھڑکنے کی بجائے نرم و ملائم گفتگو سے پیش آنا چاہیے۔

<u>اولاد کے حقوق میں والدین کے فرائض:</u>

❖ **دینی تعلیم وتربیت:**

وہ تعلیم جو انسان اپنی اولاد کو ذات الٰہی کی پہچان، اسکی عبادات، اخلاق، رسول اللہ ﷺ کی سیرت، قرآن وحدیث پر عمل اور اسکے علاوہ اسلامی طرزِ حیات کے مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ سکھائے۔ جو والدین اپنی اولاد کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی طرز کے مطابق تربیت کرتے ہیں تو اولاد میں مختلف قسم کی خوبیاں نمایاں ہو جاتی ہیں۔

مثلاً: سچ بولنا، والدین کی خدمت کرنا، حلال کمانا، نماز کی پابندی کرنا اور دین کے ساتھ محبت قائم ہو جاتی ہے یہاں سچ بولنے سے مراد ایسا سچ جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے بولا تھا۔ ایسی خدمت جو حضرت اویس قرنیؒ نے اپنی ماں کی کی تھی ۔ حلال کمائی وہ جو حضرت آدمؑ نے (کھیتی باڑی) حضرت نوحؑ نے (بڑھئی) حضرت داوٗدؑ نے (لوہے کا کام) حضرت موسیٰؑ نے (چرواہا) اور نبی کا تم النبیین ﷺ نے (تجارت) کی تھیں۔ ایسی نماز جو امام حسین نے ادا کی تھی اور دین کے ساتھ ایسی محبت جو ہمارے پیارے رسول ﷺ ، صحابہ کرام، تابع وتابعین اور دیگر لوگوں نے کیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ"۔(11)

یہ آیت والدین پر بچوں کی دینی تربیت کی ذمہ داری واضح کرتی ہے بچے کی اصلاح، تعلیم اور کردار سازی والدین کی ذمہ داری ہے۔

مزید برآں ارشاد خداوندی ہے:

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا

"اور وہ لوگ ڈریں کہ اگر وہ اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑ جائیں"۔(12)

یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ بچوں کی بہتر دینی، اخلاقی اور معاشرتی تربیت ضروری ہے۔

بچے کے دل میں خدا کا خوف، خدا کی یاد، خدا کی محبت اور آخرت کی فکر ہونی چاہیئے اور ان کو چاہیئے کہ اسلام کے احکامات پر عمل پیرا ہوں کیونکہ بچوں کی صحیح دینی تعلیم وتربیت انہیں دنیا اور آخرت میں فلاح کا راستہ دکھاتی ہے اور یہ ان کے لیئے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کے آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاوٗ، اپنے نبی ﷺ کی محبت، انکے اہل بیت سے محبت اور قرآن مجید کی تلاوت؛ اسلیئے کے قرآن کریم یاد کرنے والے اللہ کے عرش کے سایہ ہیں اور انبیاء کے ساتھ اس دن میں ہوں گے جس دن اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا"۔(13)

اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ بچوں کی بہترین تربیت کے حوالے سے بہترین رہنمائی فرمادی کی نبی کریم ﷺ سے محبت کرنا، ان کے اہل بیت، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنا بچوں کو سکھایا جائے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی تلقین کی جائے والدین کی طرف سے اپنی اولاد کو بہترین تحفہ قرآنی تعلیم ہے کیونکہ قرآن وحدیث اور دینی تعلیم دنیاوآخرت دونوں میں کام آتی ہے۔

❖ **عصری تعلیم وتربیت:**

وہ تعلم جو انسان اپنی اولاد کو آج کل معاشرے میں بچپن سے ہی دینے پر اکتفا ہوتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ا ن کی تعلیم وتربیت میں کافی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ یہ ایسی تعلیم ہے جو انسان کو دنیاوی علوم جیسے: سائنس، ٹیکنالوجی، ریاضی، معاشیات، سوشل سائینسز، پروفیشنل سکلز اور جدید دنیا کے تقاضے سکھاتی ہے۔ جس سے ان کی عملی زندگی ہنر، معاشی مضبوطی، جدید علوم میں مہارت، ٹیکنالوجی اور سائینسی ترقی جیسے مقاصد حاصل ہوتے ہیں جس سے انکے اندر ایک ٹیم ورک کا کردار آجاتا ہے اس کے علاوہ منیجمنٹ ، تحقیق اور مشاہدہ اور مواصلات جیسی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ یہ تبھی ممکن ہوتا ہے کہ جب والدین اپنی اولاد کو عصری تعلیم وتربیت سے آگاہ کرتے ہیں آج کل والدین گھر میں ہی عصری تعلیم وتربیت کی ایسی سرگرمیوں کے لیئے حکمت عملی اپناتے ہیں جس سے بچے دل جوئی کے ساتھ تعلیم بھی حاصل کرلیتے ہیں۔

گزشتہ صدی کے آخر اور موجودہ صدی کے ابتدائی دور کی سب سے بڑی انقلاب انگیز ایجاد اگر کسی کو قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ کمپیوٹر اور موبائل فون ہے ہر انسان کسی نہ کسی طرح اس سے مربوط ومنسلک ہیں اور آج کل کی عصری تعلیم اس کے بغیر ناممکن ہے اس کے بہت سے فوائد ہیں لیکن ان کے برعکس بہت سارے نقصانات بھی ہیں اس کی حقیقت وہی ہے جو قرآان نے ایسی چیزوں کے متعلق بیان کی ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَٰفِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ

"لوگ آپ ﷺ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے"۔ (14)

❖ **اولاد کو عقیدہ وایمان کی تعلیم وتربیت:**

اسلام میں بچوں کی عقیدہ وایمان کی تربیت سب سے اہم ذمہ داری ہے قرآن وحدیث میں والدین کو اولاد کے عقائد کی اصلاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

يَا بُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأْمُرْ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱنْهَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ ٱلْأُمُورِ

"اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا اچھے کاموں ک نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آئے صبر کرنا (یقینا) یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے"۔(15)

بچے کا پہلا حق یہی ہے کہ اُسے ذاتِ الٰہی کی پہچان ہوسکے۔ کیونکہ درست عقائد کی تعمیل نہ کرنے سے اولاد گمراہی کا شکار ہو جاتی ہے۔ والدین کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کے دلوں میں بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت، آخرت جیسے عقائد کو دلوں میں اُجاگر کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ

"ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں"۔ (16)

اس حدیث یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہر بچہ ایمان کی ایک فطرت لے کر پیدا ہوتا ہے۔ والدین اس فطرت کی حفاظت یا بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔ کیونکہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق ومالک ہیں وہ ہر جگہ موجود ہیں ان کے دلوں میں رسول ا للہ ﷺ کی محبت ڈالیں اُن کی سیرت اُن کے نرم واقعات سنائیں۔ قرآن کی تعلیم دیں تاکہ اُن کا قرآن سے تعلق استوار ہو جائے۔ اُن کو قرآن کے معنی سکھائے جائیں جس کے زریعے عقائد کے تصورات ظاہر ہوسکیں۔

❖ **نماز کی تعلیم وتربیت:**

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اپنی اولاد کو نماز سکھاؤ اور نماز کی تربیت دو جب تک والدین عملی کارکردگی نہیں بتائیں گے بچے نماز کے پابند نہیں ہوں گے۔ **رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ

"اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال میں (ترک کرنے پر) تنبیہ کرو"۔(17)

رسول اللہ ﷺ اس مذکورہ بالا حکم کے مطابق مسلمانوں میں سے ہر ایک ماں اور باپ اپنی اولاد کو نماز سکھانے اور پڑھانے کا ذمہ دار ہے۔ اور مزید یہ کہ اس حدیث شریف سے مُراد صرف نماز کی تعلیم و تربیت ہی نہیں بلکہ عقیدے اور معاشرت سے متعلقہ تمام تر بنیادی اسلامی احکام کی تعلیم و تربیت بھی ہے۔

والدین پر لازم ہے کہ بچے کو دین کی بنیادیں بچپن سے سکھائیں۔ چونکہ نماز اسلام کی اہم ترین عبادت ہے نماز کے تعلق سے ہمارے پیارے نبی ﷺ کے ارشادات بے شمار ہیں۔ جیسے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَ الرَّجُلِ وبَيْنَ الشِرْكِ وَالكُفْرِتَرْكُ الصّلاةِ

"نماز مومن اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی ہے(18)

بچے کے سامنے بہترین نمونہ رہنا ضروری ہے اگر والدین کسی اکتاہٹ اور کاہلی و سستی کے بغیر پوری پابندی کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پڑھیں گے تو بچوں پر اس کا اثر نماز کی ادائیگی میں بہت بڑا ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

"تم سب ذمہ دار ہو اور تم سے اپنی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔(19)

❖ **عدل و انصاف کے ساتھ اولاد کی تعلیم و تربیت:**

چونکہ اولاد اللہ کی طرف ایک قیمتی تحفہ ہے چاہے لڑکی ہو یا لڑکا دونوں اللہ کی بیش بہا نعمت میں شمار ہوتے ہیں لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دینا گناہ میں شامل ہے کیونکہ اولاد نعمت میں شمار ہوتی ہے اور اللہ کی نعمتوں کو ٹھکرانا قابل عمل کام نہیں ہے بدتر عمل ہے شریعت اسلامی میں بچوں پر رحمت و شفقت کے معاملے میں کوئی تصدیق نہیں ہے چاہے وہ مذکر ہو یا مونث دونوں سے بہتر کا معاملہ اختیار کرنا چاہیے جو والدین لڑکی کو کمتر سمجھتے ہیں اور لڑکے کو اس پر فوقیت دیتے ہیں اس کے ساتھ امتیازی سلوک سے پیش آتے ہیں تو وہ دور جاہلیت کی ڈور سے بندھے ہوتے ہیں وہ پرانی مرض جو دور جاہلیت میں تھی اس میں مبتلا ہوتے ہیں یہ طریقہ کار، یہ سوچ اور یہ عمل ان تینوں کا تعلق ہمارے دین سے نہیں ہوتا بلکہ اسلام میں ان پر سخت وعیدیں وارد ہوتی ہیں جو والدین اپنی بیٹی کو جھٹلاتے ہیں اور ان کی پیدائش پر ناخوش ہوتے ہیں تو وہ یہ بات جان لیں کہ کوئی بھی اللہ کے فیصلے کو بدل نہیں سکتا یہ زمانہ جاہلیت کی برائیوں کی ایک بڑی جڑ ہے جو ابھی تک جاری ہے مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی اس جڑ کا کچھ حصہ ابھی تک باقی ہے اس کو ختم کرنے کے لیے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے والدین اور کفالت کرنے یعنی تربیت کرنے والوں کو لڑکیوں کے ساتھ اچھے رویے اور ان کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنے کی بار بار تلقین کی ہے اور اولاد کے درمیان برابری، عدل و انصاف، میانہ روی اور امتیازی سلوک کا طریقہ رائج کرنا چاہیے۔

حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ

"حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی، قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح آئیں گے۔" اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا"۔(20)

اولاد میں تحائف تقسیم کرتے وقت انصاف سے کام لینا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری تقسیم کے اعتبار سے بچوں میں انصاف کرنا چاہیے ان میں برابری کرنی چاہیے کیونکہ برابری نہ کرنے پر نتیجتا دل شکنی ہوتی ہے ہاں! فطری طور پر اولاد میں کسی ایک بچے سے دلی محبت ہو تو اس میں گناہ نہیں، کوئی پکڑ نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ظاہری طور پر تمام چیزوں میں برابری کا مظاہرہ کریں اولاد کے درمیان برابری کرنا واجب العمل ہے اور برابری نہ کرنا ظلم کے دروازے پر دستک ہے اور اس کا شمار ظلم کرنے والوں میں ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے :

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ یَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

"بے شک اللہ عدل اور احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اسے یاد رکھو اور نصیحت حاصل کرو۔ " (21)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ عَامِرٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، يَقُولُ : أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً ، فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ : لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً ، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ : أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا ، قَالَ : لَا ، قَالَ : فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ ، قَالَ : فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ .

ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا حصین سے، وہ عامر سے کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا، تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا (نعمان کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ (حاضر خدمت ہو کر) انہوں نے عرض کیا کہ عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس پر گواہ بنا لوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کو قائم رکھو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔ (22)

❖ اسلام میں اولاد کی اخلاقی تعلیم وتربیت:

بچوں کی اخلاقی تربیت والدین کی سب سے بڑی دینی اس کے ساتھ ساتھ سماجی ذمہ داری ہے کیونکہ والدین ہی اُن کی شخصیت کی بنیاد کو قائم رکھتے ہیں۔ اچھا اخلاق وہ خوبی ہے جو انسان کو اسلام میں اچھا مسلمان معاشرے میں اچھا شہری اور خاندان میں باوقار بناتا ہے۔

اخلاق ہمارے ایمان کا حصہ ہوتا ہے اور اولاد میں اس ایمان کے حصے کو شامل کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ بچپن میں ڈالے گئے اخلاقیات بچوں کی پوری زندگی پر اثر کرتی ہے ۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا

"سیدھی اور سچی بات کہا کرو"(23)

اس کے علاوہ

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ

"لوگوں کے سامنے تکبر سے رُخ نہ پھیرو"(24)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ بچوں کو سچ بولنا، نرمی اور عاجزی کی تعلیم دینا ضروری امر ہے۔

اخلاقی تربیت کے 10 بنیادی ستون ہیں جن میں سچائی، امانت داری، صبر، شکر گزاری، عاجزی، نرمی اور محبت، احترام، والدین اور بڑوں کی عزت، معافی اور درگزر، تعاون اور مدد اور آخری ستون صفائی اور ترتیب ہے جو والدین کو چاہیئے کہ اپنی اولاد میں قائم رکھیں۔ والدین اپنی اولاد کے لیئے ایک عملی نمونہ ہیں جسطرح ہمارے پیارے نبی ﷺ ہمارے لیئے عملی نمونہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ

"بے شک مجھے اس خاطر رسول بنا کر بھیجا گیا ہے تاکہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں"(25)

گھر میں محبت اور احترام کا ماحول ہونا چاہیئے کیونکہ گھر کا ماحول ہے بچوں کے اخلاق کی بنیاد بنتا ہے۔ بچوں کو اسلامی اور اخلاقی جملے سکھائیں جائیں والدین کو چاہیئے کے وہ اولاد کو دوسروں کا خیال رکھنے کی بھی تعلیم دیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت، انُ کی نرم مزاجی، صبر و شکر کے قصوں سے بچے کے دل میں اخلاق پیدا ہوتا ہے بچوں کو اچھی تعلیم دینے کا بہت اجر ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے:

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ

"انسان اپنی اولاد کو اچھے اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دے سکتا" (26)

علاوہ ازیں اخلاق میں چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت نہایت ضروری امر ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا

"جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے "(27)

تربیت کا بہترین طریقہ محبت شفقت اور احترام ہے

حدیث پاک میں ارشاد ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ

"تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیئے بہتر ہو"(28)

حُسنُ الخُلُقِ يُثقِلُ الميزان

"اچھے اخلاق قیامت کے دن پلڑے میں وزنی ہوں گے "(29)

❖ **درست ماحول کی فراہمی و درست رہنمائی:**

بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیئے سب سے اہم چیز درست و ساز گار ماحول ہے کیونکہ بچہ جو کچھ دیکھتا سنتا ہے وہی اس کی شخصیت کی بنیاد بنتا ہے۔ بچوں کی اچھی تربیت اور نشو نما کے لیئے والدین کو ایک متحد اور اچھا ماحول فراہم کرنا چاہیئے جس میں انہیں اخلاق، محبت، مثبت سوچ اور سب سے بڑھ کر والدین کی رہنمائی ملے۔ والدین کو چاہیئے کہ ان کی صحت ان کی سرگرمیوں کو نظر انداز نہ کرے بلکہ ان پر غور و فکر کے ساتھ ساتھ توجہ بھی رکھے۔ ان سب سے بڑھ کر والدین کو خود ایک مثالی اور مثبت نمونہ بننا چاہیئے۔

گھر کا ماحول محفوظ ہونا چاہیئے تاکہ بچہ خود کو محفوظ سمجھ کر اعتماد کے ساتھ نشو نما پا سکے بچوں کے ساتھ پیار سے پیش آئیں ان سے تحمل مزاجی سے بات کرنی چاہیئے تاکہ وہ اپنے انداز گفتگو میں نرمی اختیار کریں۔ والدین کو نہ تو حد سے زیادہ سختی نہ ہی حد سے زیادہ نرمی اختیار کرنی چاہیئے۔ بچوں کو اعتماد سکھائیں اور ان کو صحیح اور غلط کی پہچان کروائیں ان کو اچھے کاموں پر حوصلہ افزائی اور غلط کاموں پر سمجھائیں اور حد تک ممکن خطرات سے آگاہ کریں۔

بچے اللہ کی طرف سے دی ہوئی ایک امانت ہیں اور انکو صحیح نشو نما اور رہنمائی ایک نیک اور اچھے معاشرے کا ستون ہے بچوں کی پرورش کے لیئے ماں و باپ دونوں کا متحد ہونا ضروری ہے آپس میں نرم لہجے اور تحمل سے بات اور ایک دوسرے کا احترام ضروری ہے انکی صلاحیتوں کو نظر انداز کرنے کے بجائے ان میں مزید بہتری لائے بچوں کو نیکی اور بدی کا شعور دلانے کے بعد انہیں نیکی کے کاموں کی تفصیل بتائیں جیسے سچ بولنا، ایمانداری اور بھلائی کے کام کرنا، دوسروں کے دکھ میں انکے کام آنا، اسی طرح بچوں کو برے کاموں کے تفصیلی نقصانات سے بھی آگاہ کیجیئے۔

تعلیم اور تربیت کا مطلب صرف معلومات ہی دینا نہیں بلکہ اپنی اولاد کو ایک مہارت بھی سکھائیں جو اپنی عملی زندگی مین اپنے لیئے کارآمد بنا سکیں۔

❖ **تربیت کا اثر:-**

تربیت کا اثر والدین پر واپس لوٹتا ہے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ

حضور ﷺ نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الإِنسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

"جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کہ صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے "(30)

یہاں ہم اس حدیث سے نیک اولاد کا نقطہ اٹھائیں گے۔

ایسی اولاد جو والدین کے انتقال کے بعد ان کے لیے دعا کرے اور نیک اعمال کرے۔ نیک اولاد کے بارے میں قرآن حدیث میں بہت تاکید آئی ہے۔ نیک اولاد اللہ کی نعمت ہے۔ دنیا میں سکون اور آخرت میں اجر کا سبب ہے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بن سکتی ہے۔ نیک اور ایمان والی اولاد آخرت میں بھی والدین کے لیے باعث عزت ہو گی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

"اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان میں ان کے پیچھے چلی ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ ملا دیں۔ گے" (31)

اولاد والدین کی تربیت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ کیونکہ والدین کا کردار اور ان کی شخصیت ایک عملی نمونہ ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:
إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ، وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"تم میں سب سے پاکیزہ چیز جو تم کھاتے ہو وہ تمہاری اپنی کمائی ہے، اور بے شک تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں سے ہیں۔" (32)

❖ **قرون اولیٰ میں اولاد کی تعلیم و تربیت :**

قرون اولی وہ مبارک اور پاک دور ہے جس میں اسلامی تعلیمات اپنی خالص اور اصلی شکل میں موجود تھیں اسی زمانے میں تعلیم و تربیت کو اہم دینی اور ذمہ داری اور فریضہ سمجھا جاتا تھا۔

والدین اولاد کی شخصیت عقیدہ اخلاق دینی عملی، صبر و بہادری، معاشرتی، جسمانی شرم و حیا، عدل و انصاف جیسی تربیت پر توجہ دینے پر آمادہ تھے جس کی وجہ سے قرون اولیٰ کی تربیت میں تین بنیادی خصوصیات وجود میں آئیں:

1- پختہ ایمان

2- مضبوط شخصیت

3- اعلی اخلاق

اسی لیئے اس عظیم تعلیم و تربیت کی بناء پر وہ نسل ایسی بنی جس نے تمام دنیا میں علم، اخلاق، تہذیب اور انسانیت جیسی مثالیں قائم ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے فرمایا:

"لا تُقْسِرُوا أَوْلادَكُمْ عَلَى آدَابِكُمْ فَإِنَّهُمْ مَخْلُوقُونَ لِزَمَانٍ غَيْرِ زَمَانِكُمْ"

"اپنی اولاد کو اپنے زمانے کے طریقوں پر مجبور نہ کرو، کیونکہ وہ ایک ایسے زمانے کے لیے پیدا ہوئی ہے جو تمہارے زمانے سے مختلف ہے۔"(33)

حضرت علی اپنے بیٹوں کو حکمت عملی کی نصیحت کرتے اور فرماتے اے! میرے بچوں یہ دنیا فانی ہے اس پر فخر نہیں کرنا اپنے مسلمان ساتھی کو خود سے کم تر نہیں سمجھنا اور راہ حق کے لیے قربانی سے انحراف کا مظاہرہ نہ کرنا۔ پھر حکمت عملی کی داستان تو حضرت حسن رضی تعالی عنہ اور حسین رضی تعالی عنہ نے قائم کیں۔

ایک مرتبہ دریائے فرات کے کنارے ایک بوڑھے دیہاتی کو دیکھا کہ اس نے بڑی جلدی جلدی وضو کیا، اور اسی طرح نماز پڑھی، اور جلد بازی میں سضو اور نماز ے مسنون طریقوں پر کوتاہی ہوگئی۔ حضرات حسنین رضی تعالی عنھم اسے سمجھانا چاہتے تھے، لیکن اندیشہ یہ ہوا کہ یہ عمر رسیدہ آدمی ہے اپنی غلطی سنکر کہیں مشتعل نہ ہو جائے۔ چنانچہ دونوں حضرات اس کے قریب پہنچے اور کہا: "ہم دونوں جوان ہیں اور آپ تجربہ کار آدمی ہیں، آپ وضو اور نماز کا طریقہ ہم سے بہتر جانتے ہوں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپکو وضو کر کے اور نماز پڑھ کر دکھائیں اگر ہمارے طریقے میں کوئی غلطی یا کوتاہی ہو تو بتا دیجئیے گا" اس کے بعد انہوں نے سنت کے مطابق وضو کر کے نماز پڑھی۔ بوڑھے نے دیکھا تو اپنی کوتاہی سے توبہ کی اور آئندہ یہ طریقہ چھوڑ دیا۔ (34)

اس طرح انہوں نے حکمت، آدب اور اخلاق کے ساتھ ساتھ اصلاح کی۔

قرون اولی (دور نبوی ﷺ اور صحابہ کرام رضی تعالی عنھم) میں اولاد کی تعلیم و تربیت کی بنیاد اسلامی عقائد، سیرت نبوی ﷺ اور عملی مشتق پر مبنی تھا جس کا مقصد متقی اور صالح معاشرہ تشکیل دینا تھا۔ اس دور میں بچوں کی اخلاقی، دینی اور جسمانی تربیت کو والدین کی اہم ترین ذمہ داری سمجھا جاتا تھا جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم، سچائی، مانت اور شہواری جیسی صفات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

جس کے نمایاں پہلو یہ تھے کہ بچوں کو پاکیزہ فطرت کو دینی ماحول میں پروان چڑھایا جاتا تھا۔ صحابہ کرام رضی تعالی عنھم اپنے بچوں کے سامنے خود بہترین عملی نمونہ بنتے تھے۔ جو تربیت کا سب سے مؤثر طریقہ تھا۔

قرون اولیٰ میں والدین سب سے پہلے قرآن کریم کی تعلیم دیتے اور پھر حدیث کی تعلیم سکھائی جاتی تھیں۔ تربیت میں سچائی، امانت، بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے شفقت سکھانا بنیادی اخلاقی نصاب کا حصہ تھا۔

امام غزالی کے مطابق بچے کا دل ایک صاف جوہر ہے۔ جس سے ماحول میں رکھا جائے گا۔ ویسی ہی شخصیت بنے گی اس لیے قرون اولیٰ میں ماحول سازی پر توجہ دی جاتی تھی۔ (35)

نبی کریم رؤوف الرحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

أدِّبوا أولادَكم على ثلاثِ خصالٍ: حُبِّ نبيِّكم، وحُبِّ أهلِ بيتِه، وقراءةِ القرآن

"اپنے بچوں کو تین چیزیں سکھاؤ،

1- اپنے نبی کی محبت

2- ، اور اہل بیت کی محبت

3- اور قرآن پاک پڑھنا(36)

قرون اولی میں تعلیم وادب پر زور کے ساتھ ساتھ دینی تربیت کو فرض سمجھا جاتا تھاوالدین خود عملی نمونہ بنتے تھے اولاد کی اصلاح کو صدقہ سے بھی افضل سمجھا جاتا تھا۔

❖ دور حاضر میں والدین کا کردار بحوالہ اولاد کی تعلیم وتربیت :

عہد حاضر کو اپنی نت نئی ایجادات کی وجہ سے تاریخ انسانی کا سب سے بدتر دور کہا جاتا ہے۔انسانی عقل ایک طرف تو بلوغت کا سفر طے کرتے ہوئے عروج کے راستے پر جارہی ہے تو دوسری طرف اخلاق وکردار زوال کی طرف جارہے ہیں۔اس کی ایک بڑی وجہ بلوغت ہوتی ہوئی نسلیں ہیں جنہیں تعلیم دلانے اور تمام تر سہولتیں فراہم کرنے کے باوجو دوالدین کی اکثریت ان کی پروان سے ناخوش ہے۔اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ تربیت کے بنیادی اصول وضوابط ختم ہوگئے ہیں۔ٹیکنالوجی کی زندگی میں اس اہمیت نے والدین. کی مشکلات کو بڑھار کھاہے یہ مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہوسکتا جب تک والدین ان کی دنیاوی تربیت کے ساتھ ساتھ دینی تربیت کو بھی زیادہ لائح عمل میں لائیں۔

قرآن مجید نے اپنے ماننے والوں کو اس کی بھی تعلیم دی ہے کہ باپ اپنے بچوں سے کن الفاظ سے مخاطب ہو اور اولاد کن الفاظ سے باپ کو بلائے۔قرآن مجید میں اس طرح کے کئی واقعات موجود ہیں جن میں اللہ کے نیک بندوں نے اپنی اولاد کو خطاب کیا اور انتہائی محبت وشفقت کے ساتھ ان الفاظ میں مخاطب کیا جن سے زیادہ محبت کے الفاظ کہیں نہیں مل سکتے۔حضرت ابراھیمؑ، حضرت یعقوبؑ ، حضرت لقمانؑ،حضرت نوحؑ ان تمام نبیوں نے اپنے بیٹوں کو یبنیٰ اے میرے بیٹے! کہہ کر پکارا لیکن افسوس آج ہمارے معاشرے میں چھوٹے بچوں کو لاڈ سے "گندہ بچہ" کہنا ہمارے یہاں بہت عام ہے۔

ہم بچوں کو لاڈ سے کیوں نہ "میرا پیارا بیٹا" "میرا اچھا بیٹا" کہہ لیں!!اس سے بھی بڑھ کر بچوں کے لیے شیطان کا لفظ استعمال کرنا ہے۔شیطان مردود ہے اللہ کی ذات سے دور تو یہ نہ کہیں کہ بچہ شیطانیاں کررہا ہے بہت شیطان ہے اس کی بجائے میرا بچہ بہت شرارتی ہے کہیں ۔

حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائو تو اس کے چھوڑنے پر انہیں مارو(37)

اس حکم کا تعلق بچے اور بچی دونوں سے ہے اور مقصد یہ ہے کہ شعور کی عمر کو پہنچتے پہنچتے اس کے خوب عادی ہو جائیں۔اسلام میں جسمانی سزا کا تصور موجود ہے۔لیکن بے تکا نہیں پہلے تین سال تک تو والدین کا امتحان ہے کہ زبانی تلقین سے کام ہیں اور خود عملی نمونہ پیش کردیں۔اس کے بعد سزا بھی دیں گے مگر ایسی جو زخمی نہ کرے اور چہرے پر بھی نہ مارا جائے کیونکہ چہرے پر مارنے سے رسول ﷺ نے منع فرمادیا ہے۔

اس حدیث سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ بچوں کی اسلامی و دینی طرز پر تعلیم وتربیت کس قدر ضروری ہے مگر افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ آج کا مسلم معاشرہ اسلامی تہذیب وتربیت کا برخلاف مغربی تہذیب واطوار کا دل دادہ ہوتا جارہا ہے اس قدر سخت حکم اس کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ انسان جن کا ذمہ دار اور رکھوالا ہے انھیں ضائع کردے ان کی تربیت نہ کرے یہ ضائع کرنا ہے کہ بچوں کو یونہی چھوڑ دینا کہ وہ اسلامی تعلیمات سے بھٹکتے پھریں۔ صحیح راستہ سے ہٹ جائیں ان کے عقائد واخلاق برباد ہو جائیں نیز اسلام کی نظر میں ناواقفیت کوئی عذر نہیں ہے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں جن امور کا جاننا ضروری ہے اس میں کوتاہی کرنا تجارت قیامت کے بازپرس سے نہیں بچا سکتا۔کیونکہ !حضرت عبداللہ بن عمرہ کا ارشاد ہے اپنی اولاد کو ادب سکھاؤ قیامت والے دن تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اسے کیا ادب سکھایا؟ ہے اور کس علم کی تعلیم دی ؟(38)

دورِ حاضر میں بچوں کی تربیت ایک بڑا چیلنج ہے جس کے لیے والدین کی توجہ ٹیکنالوجی کا متوزان استعمال، اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت، محبت ونرمی اور معیار وقت دینا ضروری ہے۔اس دور حاضر میں اپنی اولاد کو مغربی ثقافتی یلغار سے بچانے کے لیے خود عملی نمونہ بننا اور دینی تعلیم سے روشناس کرانا ہمارے اہم اقدامات ہیں۔بچوں کو ٹیکنالوجی کی لت سے بچانے کے لیے ان کے استعمال کا وقت مقرر کریں۔بچوں کو ڈانٹنے کی بجائے حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین دیں۔ان کے دلچسپیوں اور صلاحیتوں کو مد نظر رکھیں چونکہ چھوٹے بچوں کا ذہن صاف وشفاف ایک چمکتے ہوئے شیشے کی مانند ہوتا ہے اس میں جو چیز نقش یا سمادی جائے وہ نقش علی الحجر کی طرح مضبوط، نہ مٹنے والی، پائیدار ہوتی ہے

یعنی بچے کو جیسا ماحول اور اسلامی تربیت میسر آجائے تو وہ یقیناً معاشرہ میں کامل مومن بن کر ابھرتا ہے۔ جس طرح زمین میں اُگنے والے نرم و نازک پودوں کو بہ سہولت کہیں آسان ہے۔ اس طرح بچوں کے خیالات، طرز زندگی کو جس طرح رُخ پر چاہیے یہ بہ آسانی لایا جاسکتا ہے۔

ہاں اولاد کی تربیت کے انجام دہی کو ایک چیلنج کے طور پر لیا جائے کیوں کہ مفکر اسلام مولانا ابو الحسن علی ندوی فرماتے ہیں کہ وقت کا تجدیدی کام یہ ہے کہ

"اُمت کے نوجوانوں اور تعلیم یافتہ طبقہ میں اسلام کے اساسیات اور اس کے نظام و حقائق اور نظام محمدی کا وہ اعتماد واپس لایا جائے جس کا رشتہ اس طبقہ کے ہاتھ سے چھوٹ چکا ہے۔ آج کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ اس فکری اضطراب اور نفسیاتی الجھنوں کا علاج بہم پہنچایا جائے جس میں آج کا تعلیم یافتہ نوجوان بری طرح گرفتار ہے۔ اور اس کی عقل و ذہن کو اسلام پر پوری طرح مطمئن کر دیا جائے" ۔(39)

اختتام:

والدین کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی بچپن سے ایسی تربیت کریں کہ ان میں دینی شعور پختہ ہو اور بڑے ہو کر وہ زندگی کے جس میدان میں بھی رہیں ایمان و صالح سے ان کا رشتہ نہ صرف قائم بلکہ مضبوط رہے۔ والدین کو چاہیے کہ تربیت میں میانہ روی اور اعتدال سے کام لینا چاہیئے اولاد کی تربیت اگر اسلام اور رسول ﷺ کے طرز کے مطابق پر کی گئی ہو تو انشاء اللہ اولاد دنیا و آخرت بھی سنور جائے گی اور اولاد نیک، فرمانبردار اور خدمت کرنے والی بھی ہوگی۔ اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت والدین کے لئے صدقہ جاریہ اور آخرت کا ذخیرہ ہے۔

حوالہ جات:

1. مرتبہ (الحاج مولوی فیروز الدین رحمۃ اللہ علیہ)
2. سورہ البلد، آیت # 3
3. سورہ الصافات، آیت نمبر #101
4. سورہ النحل، آیت نمبر# 58
5. سورہ النحل، آیت#59
6. ٹیکسٹ بک آف اسلامیات لازمی گیارہویں جماعت
7. صحیح بخاری :5997، صحیح مسلم: 2318
8. قرآن،2:49، 7:41، 14: 6
9. سورۃ الاسراء، آیت# 31
10. سنن ابی داؤد: کتاب الزکواۃ، باب فی صلۃ الرحم، رقم:1692
11. سورہ التحریم، آیت3# 6
12. سورہ النساء، آیت # 9
13. طبرانی: کتب : الجامع الصغیر
14. سورہ البقرہ، آیت # 219
15. سورہ القمان، آیت # 17
16. صحیح بخاری: کتاب الجنائز، رقم #1358، باب : ما قیل فی اولاد المشرکین
17. سنن ابی داؤد: رقم #495، باب :نماز کے اوقات
18. صحیح مسلم : رقم #117/134، کتاب الایمان، باب: بیان اطلاق اسم الکفر علی منب ترک الصلاۃ
19. صحیح بخاری: رقم #893، صحیح مسلم :رقم # 1892، باب: امارات کے احکام میں
20. صحیح مسلم : کتاب :البر والصلۃ والآداب، باب: فضل الاحسان الی البنات رقم#2631
21. سورہ النحل، آیت # 90

22. صحیح بخاری: کتاب الھبۃوفصلھاوالتحریض علیھا، باب الاشعھار فی الھبۃ،رقم #2587
23. سورہ احزاب ،آیت # 70
24. سورہ القمان، آیت ؤ# 18
25. مسند احمد/مسند المکثرین من الصحابۃ/حدیث:8952
26. سنن ترمذی: رقم # 1952، باب : بروصلۃ کے مسائل
27. سنن ترمذی: رقم #1920، باب بروصلۃ
28. ترمذی :ابواب:المناقب، رقم #3895
29. ترمذی : باب : حسن الخلق ر،قم #2002
30. صحیح مسلم : کتاب :کتاب الوصیۃ،باب:باب مایلحق النسان من الثواب بعد دفعتہ،رقم #1631
31. سورۃ الطور ،آیت #21
32. سنن ترمذی: رقم #1358
33. حلیۃ اولیاء: جلد#1 / نہج البلاغ
34. مفتی تقی عثمانی صاحب، کتب تراشے، ص#115
35. کتاب، احیاء علوم الدین
36. امام بیہقی، کتاب شعب الایمان رقم#161
37. سنن ابی داؤد، کتاب الاصلوۃ حدیث#494
38. شعب الایمان، باب: فی حقوق الاولاد الاھلین(17/135)، برقم(8925)،ط/مکتبہ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض
39. نظام تعلیم۔ مغربی رجحانات اور اس میں تبدیلی کی ضرورت